> کھلتے ہیں۔ پرانی فنی ہیئتوں میں جدید تر موضوعات ومحسوسات کی دلکش پیشکش اسلم پرویز کی اصیل اور منفرد تخلیقی شخصیت کا ایک ناگزیر حصہ ہے۔ ان کی کامیاب کاوش اہل قلم حضرات کو تخلیق کے وسیع تر امکانات سے روشناس کراتی ہے اور یہ ایقان عطا کرتی ہے کہ 'سب جلوہ روبرو ہے جو مژگاں اٹھائیے'۔''

اسلم پرویز کی رباعیوں کے مطالعے سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ ان کی بیشتر رباعیوں میں بھرپور وحدت تاثر ہے جو رباعی کا وصف خاص ہے۔ زبان وبیان سادہ، دلکش اور سلیس ہے۔ اسلوب میں نیاپن ہے اور ایسی کئی خوبیاں اور بھی ہیں جو اسلم پرویز کو نوجوان رباعی گو شعرا میں ایک مقام عطا کرتی ہیں۔ ایک ایسے شہر میں جہاں کوئی اور شاعر رباعی نہ کہتا ہو وہاں صرف اسلم پرویز کا رباعی کے آنگن میں چراغ روشن کرنا انتہائی قابل تعریف، لائق تحسین اور قابل رشک ہے۔

☆☆☆

احتشام حسین کی افسانہ نگاری

کشف الدجی، ریسرا سکالر

ایل۔این۔ایم۔یو، دربھنگہ بہار

ملخص

افسانہ انسان کے لئے کوئی نئی چیز نہیں۔ اپنی اجتماعی زندگی کے ابتدائی دور سے ہی کہانی کہنا اور سننا انسان کا محبوب مشغلہ رہا ہے۔ ابتدائی عہد میں داستانیں وقت گزارنے کا اہم وسیلہ بنیں رہیں، لیکن رفتہ رفتہ حقیقت پسندی کو دخل حاصل ہونے لگا اور اس طرح اردو ناول نے جنم لیا، لیکن اردو ناول کے بعد ایک ایسی صنف کی ضرورت محسوس ہوئی جو کم وقفے میں زندگی

کی اصل حقیقت سے روبرو کرانے میں کامیاب ہو۔ اس طرح افسانوں کے اختراع پسند ذہن نے اسی ناول کے باطن سے اپنی کہانی برآمد کرلی جو زندگی کے مخصوص پہلو، مخصوص حادثے یا مخصوص احساس کی ترجمانی ثابت ہوئیں اور مختصر افسانے کے نام سے موسوم ہوئیں۔

☆☆☆☆☆

اردو افسانہ پریم چند سے قبل اور پریم چند کے بعد کے عہد سے لے کر اب تک اپنی اہمیت کا لوہا منواتا رہا ہے۔ ہر عہد میں افسانوی منظرنامے پر اہم دستخط انفرادیت کا ثبوت ڈالتے رہے ہیں۔ ان کی تحریر کردہ کہانیاں قارئین ادب کو مرعوب کرتی رہی ہیں۔ اردو افسانہ کے سلسلے سے وقار عظیم کا یہ قول ملاحظہ کیجئے:

> افسانہ کہانی میں پہلی مرتبہ وحدت کی اہمیت کا مظہر بنا۔ کسی ایک واقعہ، ایک جذبہ، ایک احساس، ایک تاثر، ایک اصلاحی مقصد، ایک رومانی کیفیت کو اس طرح کہانی میں بیان کرنا کہ دوسری چیزوں سے الگ نمایاں ہو کہ پڑھنے والے کے جذبات واحساسات پر اثرانداز ہو افسانہ کی وہ امتیازی خصوصیت ہے جس نے اسے داستان اور ناول سے الگ کیا۔''

داستان سے افسانے تک، وقار عظیم، ص-۱۶

یہ حقیقت ہے کہ احتشام حسین کی اصل شناخت بحیثیت نقاد زیادہ مشہور ومعروف ہے، لیکن بحیثیت افسانہ نگار بھی آپ کے ادبی حلقے میں اپنی انفرادیت کا لوہا منوایا ہے۔ ''ویرانے'' آپ کے افسانوں کا مجموعہ ہے۔ جس میں کل ۱۶ افسانے ہیں۔ رجونتی، ایثار، قطرے میں طوفان، دوسرا نکاح، مجبوریاں، اس کا بچہ اور بیزاری ان کے بہترین افسانے ہیں۔ آپ کا افسانوی سفر اس وقت شروع ہوتا ہے جب رومانیت انگڑائی لے رہی تھی۔ افسانوں میں خواب وخیال کی دنیا آباد کرنے پر توجہ دی جارہی تھی کیوں کہ اس وقت سانحہ تقسیم ہند سامنے نہیں آیا تھا۔ افسانہ نگاری کے سلسلے سے احتشام حسین خود فرماتے ہیں:

> ''میں داخلی حقیقتوں کا منکر نہیں ہوں، لیکن جانتا ہوں داخلی حقیقتیں خارجی

حقیقتوں کا عکس ہوتی ہیں ۔ اس لئے داخلی حقیقتوں کا اس طرح بیان کہ ان کا تعلق خارجی حقیقتوں سے زیادہ نہ ہو میرے خیال میں حقیقت نہیں ہے۔''

ویرانے، احتشام حسین، دیباچہ

آپ کے افسانوں میں متنوع موضوعات کی پیشکش پر خصوصی توجہ دی گئی ہے۔ طبقاتی کشمکش، جنس، سماجی بندشیں، احساس مسائل آپ کے افسانوں میں تلاشے جاسکتے ہیں۔

آپ کے افسانوں میں بغاوت کی چنگاری کو بخوبی محسوس کیا جاسکتا ہے۔ اس سلسلے سے افسانہ ''دوسرا نکاح'' اپنی خاص اہمیت رکھتا ہے۔ ''حرارت'' میں بھی سماجی بندشوں کے خلاف صدائے احتجاج بلند کی گئی ہے۔ اس سلسلے سے افسانوی کردار کلوا قارئین کو کافی متاثر کرتا ہے۔ یہ حقیقت ہے کہ احتشام حسین کا عہد رومانیت کا عہد تھا۔ رومانی افسانے بڑی تعداد میں لکھے جارہے تھے، لیکن اس کے برعکس احتشام حسین کے افسانوں کے موضوعات سماج کے سلگتے ہوئے مسائل تھے۔ اس سلسلے سے عابد سہیل فرماتے ہیں:

''احتشام حسین کے افسانوں کی تعداد بے حد مختصر ہے، لیکن یہ افسانہ اس بات کی نشاندہی ضرور کرتے ہیں کہ اگر انہوں نے افسانہ نگاری ترک نہ کی ہوتی تو اردو افسانہ کو اس قدر کم مالا مال نہ کرتے جتنا انہوں نے تنقید کو کیا۔''

ماہنامہ آج کل، نئی دہلی، مارچ ۱۹۸۳ء

احتشام حسین نے افسانے اندرونی ارج کی بنا پر تخلیق کیا ہے۔ جس میں داخلی حقیقتیں خارجی حقیقتوں کے زیر نگیں ہیں جن میں دلکشی کا خیال رکھا گیا ہے خارجی حقیقتیں جنگ اور ہندوستان کا جمود ہیں۔ مختصر یہ کہ اردو افسانے کو ایک نئی معنویت عطا کرنے میں احتشام حسین کے افسانے معاون و مددگار نظر آتے ہیں۔ ہم اس بات کا بھی اعتراف کرتے ہیں کہ احتشام حسین مقصدی ادب کے قائل ہیں وہ تخلیق کی بلندی مقصد کی تکمیل کو قرار دیتے ہیں۔ ان کے نزدیک مقصد کے بغیر کوئی اعلیٰ تخلیق ناممکن ہے اور عدم مقصدیت ایک طرح کا فریب ہے۔ آپ ترقی پسند خیالات کو مادی اور سماجی شعور کے انسانی اعمال کی توضیح کی بنیاد بنا کر سماج کے کمزور اور پسماندہ طبقے کی تصویر کھینچتے ہیں اور ان کی ذہنی

کیفیات کی عکاسی کرتے ہیں۔ اسی لئے آپ کے یہاں کرداری افسانے کم اور واقعاتی افسانے زیادہ ملتے ہیں۔اس سلسلے سے یہ اقتباس دیکھئے:

''احتشام حسین نے جن چار اجزائے ترکیبی پر اپنے دیباچہ میں زور دیا ہے وہ ذہنی تحریک اختصار خارجی حقیقت نگاری اور افسانوی دلکشی ہے۔ یہ درست ہے کہ یہ چار عناصر کسی افسانہ کے بنیادی اجزاء نہیں،لیکن موضوع کے انتخاب میں مہارت پلاٹ پر فنی گرفت کردار کی عمدہ پیشکش دلکش اسلوب بیان اور تکنیک میں توازن سے بھی انکار نہیں کیا جاسکتا ہے۔''

احتشام حسین کی تخلیقی نگارشات ایک مطالعہ،ڈاکٹر شہزاد انجم،ص-۱۷

اس طرح یہ کہا جائے گا کہ احتشام حسین حقیقت پسند فنکار ہیں۔انسانی مسائل پر آپ کی گہری نگاہ رہتی ہے۔اس سلسلے سے کھنڈر،دوسرا نکاح اور رانی وغیرہ بہترین افسانے ہیں۔ آپ کے افسانے اپنے زمانے اپنے ماحول کے اردگرد کے تمام مسائل کو طشت از بام کرتے ہیں۔ کردار بھی جیتے جاگتے محسوس ہوتے ہیں۔اس سلسلے سے احمد یوسف فرماتے ہیں:

''ان کی کہانیاں دکھ درد کی رفیق ہیں۔ ظالم اور مظلوم کی جنگ میں مظلوم اور استحصال شدہ طبقے کا ساتھ دیتی ہیں۔ان میں بیرونی اقدار اور جنگ کے نتیجے میں پیدا شدہ حالات کا ذکر بھی ملتا ہے عمل کا پہلو بھی ہے اور افطار رفتہ رسم ورواج پر ٹھوکریں لگانے کا رجحان بھی۔''

آہنگ گیا،احتشام حسین نمبر ۱۹۷۳ء

مختصر یہ کہ آپ کے افسانوں کے پلاٹ سادہ منظم اور مربوط ہیں۔ان افسانوں میں تسلسل بیان بھی موجود ہوتا ہے جو افسانے کی خاص خوبی تسلیم کی گئی ہے۔تجسس بھی قائم رہتا ہے۔ دوسرے لفظوں میں ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ اظہار کی بھرپور طاقت تصادم کشمکش مستقبل کا اشاریہ تجسس اور بصیرت کی روشنی ان کے افسانوں میں دیکھنے کو ملتی ہے۔ بیانیہ اسلوب بیان میں تحریر کردہ آپ کے افسانے اپنا خاص جلوہ رکھتے ہیں۔ان افسانوں میں غیر شعوری جذبہ کی کارفرمائی دیکھنے کو نہیں ملتی ہے۔عشق ومحبت جیسے موضوعات کے گرد بھی آپ کے افسانے گردش کرتے نظر آتے ہیں۔اس سلسلے سے ہنگامہ ہستی